New Era Magazine
NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
سب موسم ہیں پیار کے
از آفرین عمران
www.neweramagazine.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سب موسم ہیں پیار کے

(پارٹ 7-6)

تحریر آفرین عمران

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔ ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل،شاعری،پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

☆☆☆☆☆

”شاہزیب کے نام کا ہے؟“اس سوال پہ اس کے روح اور دل دونوں زخمی S یہ “
ہو گئے، خوبصورت آنکھیں پانیوں سے بھر گئیں، وہ بغور اسے دیکھتے ہوئے جواب کا منتظر تھا۔ منابل نے کمال ضبط سے اس کی روشن آنکھوں میں دیکھا اور مضبوط آواز میں کہا، ”ہاں!“ اور اپنی کلائی اس مضبوط گرفت سے نکال کے تیزی سے اٹھ کے کچن سے باہر نکل گئی جب کہ وہ دل ہی دل میں نادم ہوتا اپنے آپ کو ملامت کرتے ہوئے تھک کر اپنا سر اپنے ہاتھوں میں گرا کے وہیں بیٹھ گیا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آج گھر کی رونق ہی نرالی تھی گو فنکشن کا ارینجمینٹ شہر کے مقامی ہوٹل میں کیا گیا تھا مگر گھر کی رونق اور سجاوٹ بھی دیکھنے سے تعلق رکھتی تھی۔ جنید ہمدانی اور سفینہ کی پوری کوشش تھی کے ہر کام اور ہر چیز اعلیٰ ہو کسی چیز یا انتظام میں کوئی کمی نا رہے۔ گھر میں بھی صبح سے دور و نزدیک کے رشتے داروں کی آمد ہو رہی تھی جس کی وجہ سے گھر میں ایک ہلچل کا احساس ہو رہا تھا۔ ماما کے ساتھ بھابھی اور علوینہ بھی مختلف انتظامات

میں لگی ہوئیں تھیں اور وقفے وقفے سے مناہل کو بھی دیکھ رہیں تھیں جو دادو کے بیڈروم میں ان کے ساتھ ہی تھی۔ بابا اور دائم بھئی کے ساتھ زین اور شہیر نے بھی باہر کا کوئی نا کوئی کام سنبھالا ہوا تھا۔ جب کہ صائم نے بغیر کسی کے ٹوکے کئی کام اپنے زمے لے لئے تھے۔ دوپہر کے کھانے کے بعد علوینہ، مناہل کو لے کر پارلر چلی گئی تھی اور اب ان دونوں کو ہی شام میں ڈائریکٹ ہوٹل پہنچنا تھا جہاں تقریب کا انتظام تھا۔

وہ صبح سے مختلف کاموں میں الجھا تھوڑی دیر پہلے ہی گھر پہنچا تھا، اب کسی کام کی ہمت نہیں تھی نا ہی دل چاہ رہا تھا مگر وہ بمشکل اپنے دل کو راضی کرتا شاور لینے چلا گیا۔ شاور لینے سے اعصاب کو کچھ سکون ہوا، چینج کر کے، گیلے بال تولئے سے رگڑتا وہ بیڈروم میں آیا تو بھابھی اس کے لئے چائے لئے کھڑی تھیں، وہ مسکراتے ہوئے بولا، "تھینکس بھابھی!" مگر اس کی مسکراہٹ میں وہ بات نہیں تھی جو اس کی

شخصیت کا خاصا تھی۔ جب کہ بھابھی نے اسے گھور کے دیکھا اور کہا، ''زیادہ فارمل ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ اچھا!'' جواب میں وہ بالوں میں برش پھیرتے ہوئے کہہ رہا تھا، ''نہیں میں جینوئنلی آپ کا شکریہ ادا کر رہا ہوں کہ اس وقت واقعی چائے کی طلب ہو رہی تھی۔'' بھابھی جلدی جلدی اس کے بیڈروم کا پھیلاوا سمیٹ رہیں تھیں اس کی سمت پلٹیں اور اسے دیکھ کے قصداً'' مسکرائیں پھر خوشدلی سے کہا، ''بس کچھ دن کی بات ہے پھر تو سبرینہ اس گھر میں آج آئے گی تو ان چھوٹے موٹے کاموں کے لئے تم اس سے کہنا۔'' کہتے ہوئے اس کے بیڈ پہ پڑے کپڑے سمیٹ کر وارڈروب میں جمائے، جب کہ صائم کے ہاتھ ایک لمحے کو رکے پھر وہ خاموشی سے چائے کے سپ لینے لگا۔ بھابھی نے اس کی خاموشی نوٹ کی، دل ہی دل میں اس کے لئے کڑھ کے رہ گئیں مگر سوچنے سے اپنے آپ کو روک نا سکیں، ''کیا صائم، اب اس طرح کرنے کا کیا فائدہ ہے، اچھی بھلی سمپل بات کو خود ہی کمپلیکیٹڈ بنایا اب نا صرف خود کو تکلیف دے رہے ہو بلکہ ہم سب کو بھی اذیت دے رہے ہو۔ وہ اپنے خیالوں میں گم تھیں جب صائم کی آواز پہ چونک گئیں اور پوچھا، ''ہاں کچھ کہا تم نے؟'' جواب میں اس نے کہا، ''میں نے پوچھا میرا سوٹ پریس کروا دیا تھا آپ نے۔'' اس کی بات کے جواب میں انہوں نے آگے بڑھ کے وارڈروب سے اس کا بلیک سوٹ نکال کر اسے

تھمایا اور کہتے ہوئے دروازے کی سمت بڑھیں، ”جلدی سے تیار ہو جاؤ پھر ماما کی بات سن لینا ان کو کچھ کام تھا تم سے۔ کہتی ہوئی وہ باہر نکل گئیں جب کہ وہ خالی نظروں سے بند دروازے کو دیکھ کے رہ گیا۔“

وہ مکمل تیار تھی، دلہناپے کے روپ میں وہ بے حد خوبصورت لگ رہی تھی کہ اس پہ نظر نہیں ٹھہر رہی، ٹی پنک اور سلور وائٹ کمبینیشن کا سلور ایمبر وائڈری سے بھرا خوبصورت شرارہ اور بھرا ہوا خوبصورت بھاری ڈوپٹہ، پنک میک اپ اور خوبصورت جیولری میں وہ بے حد خوبصورت لگ رہی تھی، کتنی بار تو بیوٹیشن نے سراہا مگر وہ بالکل خاموش تھی، ایک بار بھی نظر اٹھا کے نہیں دیکھا کہ وہ کیسی لگ رہی ہے۔ حتی کہ علوینہ جو خود بھی یہیں تیار ہو رہی تھی دروازہ کھول کے اندر داخل ہوئی وہ تب بھی نا چونکی مگر علوینہ اس کا خوبصورت روپ دیکھ کر دنگ رہ گئی مگر اسکی ذہنی حالت کے پیش نظر قصداً ”مسکرائی اور اس چیئر کے پیچھے آکر کھڑی ہو گئی جس پہ وہ بیٹھی تھی اور

اس کو مخاطب کرتے ہوئے کہا، ”ہم مم۔۔یہ ہوئی نا بات! آج تو کسی کی بھی خیر نہیں ہے۔“علوینہ کی بات پہ اس نے اپنی گھنی، مسکارے سے بوجھل پلکیں اوپر اٹھائیں اور سپاٹ نظروں سے اسے دیکھا مگر بولی تو صرف اتنا، ”تم بھی بہت پیاری لگ رہی ہو۔“علوینہ مسکرائی اور کہا، ”اس جوابی تعریف کا شکریہ۔“جب کہ بیوٹیشن جو مناہل کا دوپٹہ سیٹ کر کے آخری ٹچ دے رہی تھی بولی، ”شکر ہے یہ کچھ بولیں تو۔“ پھر اپنے مخصوص پروفیشنل انداز میں تعریف کرتے ہوئے کہا، ”but I must say بہت خوبصورت لگ رہیں ہیں یہ، خوبصورت تو خیر ساری لڑکیاں دلہن بن کے لگتی ہیں but سے جھلک رہی ان کی خاصیت ان کی معصومیت ہے جو ان کے face ہے۔“مناہل ان کی بات سن کر پھیکے انداز میں مسکرا دی، جانتی تھی کہ یہ تعریفیں ان کے پروفیشن کا حصہ ہیں۔علوینہ جس کو اندازہ تھا کہ اس کے دل پہ کیا گزر رہی ہے بات بدلتے ہوئے کہنے لگی، ”اب اور کتنی دیر لگے گی۔“جواب میں وہ اپنے مخصوص پروفیشنل انداز میں مسکرائی اور کہا، ”بس ریڈی ہیں یہ۔“اس کے گرین سگنل دینے پہ علوینہ مناہل کو مخاطب کرتے ہوئے بولی، ”مناہل میں بھابھی کو کال کر کو پوچھ لوں کہ ہمیں لینے کوئی آیا کہ نہیں۔“مناہل نے غائب دماغی سے سر ہلا دیا اور پھر پانچ منٹ بعد ہی پیغام آ گیا کہ انہیں لینے گاڑی آ گئی ہے۔علوینہ، مناہل کو سنبھال کے پارلر کے مین

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

انٹرنس ڈور سے باہر لے آئی مگر سامنے بلیک تھری پیس سوٹ میں سامنے کھڑے ڈیشنگ سے صائم پہ نظر پڑی اور وہ دونوں ہی ٹھٹھک سی گئیں۔ وہ سامنے ہی گاڑی سے ٹیک لگائے کھڑا اس طرف ہی متوجہ تھا اور مناہل کو دیکھ کے اس کی نظروں نے اس کے خوبصورت چہرے سے ہٹنے سے انکار کر دیا، مناہل نے اپنے سرد ہوتے ہاتھوں سے علوینہ کا ہاتھ تھام لیا، علوینہ نے اس کا سرد ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر اسے تسلی دینے کی کوشش کی اور اسے لے کر آگے بڑھی مگر مناہل کی حالت ایسی ہو رہی تھی کہ قدم بڑھانا اس کے لئے مشکل ہو رہا تھا۔ اسے لگ رہا تھا کہ وہ بیہوش ہو جائے گی، دل ہی دل میں اپنا بھرم قائم رکھنے کی دعائیں کرتی، علوینہ کا ہاتھ تھامے گاڑی کے نزدیک پہنچ گئیں جہاں وہ کھڑا انہی کی سمت متوجہ تھا۔ علوینہ نے اس پہ توجہ دیئے بغیر گاڑی کا پچھلا دروازہ کھول کے مناہل کو بیٹھنے میں مدد دے رہی تبھی بلڈنگ کا چوکیدار ان کی گاڑی تک آیا اور علوینہ کو مخاطب کرتا ہوا بولا، "اوبی بی آپ ایسے نہیں جا سکتا اے!" اس کی آواز پہ وہ تینوں ہی اس کی سمت متوجہ ہوئے، مگر علوینہ نے کہا، "کیا مطلب نہیں جا سکتے بھئی؟" اس نے اپنی بڑی بڑی آنکھوں سے عمر رسیدہ چوکیدار کو گھورا، جب کہ مناہل اور صائم بھی الجھی ہوئی نظروں سے اسے دیکھ رہے تھے۔ وہ ان سب کی نظروں کو نظرانداز کرتا ہوا بولا، "اوبی بی! وہ اندر سے میڈم نے کہلایا ہے کہ آپ

ان کا سروے کئے بغیر ہی چلا گیا، اس کے بغیر آپ جا نہیں سکتا۔" جواب میں علوینہ اپنے مخصوص انداز میں بولی، "میں دلہن کو گاڑی میں بٹھا چکی ہوں اب میں ان کا سروے کرنے اندر دوبارہ جاؤں، دماغ درست ہے۔" "او بی بی! اصول کا بات اے۔" پٹھان چوکیدار اپنے مخصوص انداز میں اپنی مونچھوں کو تاؤ دیتا ہوا بولا اور علوینہ کی برداشت جواب دے گئی، طیش سے اس کو گھورتے ہوئے کہا، "عجیب بیہودہ اصول ہے میں نہیں جا رہی۔" تبھی اس کے سیل پہ کال آنے لگی، پارلر کا نمبر دیکھ کر اس نے کال ریسیو کی۔ دوسری طرف ان کی ریسیپشنسٹ نے بھی وہی کہا جو وہ چوکیدار اس سے کہہ چکا تھا اور اس کے کچھ بھی کہنے سے پہلے انہوں نے معذرت بھی کر لی تو وہ ایک گہرا سانس لیتی ان دونوں کو سمت متوجہ ہوئی، "مناہل تم گاڑی میں بیٹھو میں ان کا اسٹوپڑ سا سروے کر کے آتی ہوں۔" مناہل نے گھبرا کہ کہنا چاہا، "مم۔۔ مگر میں!" جواب میں وہ اسے تسلی دینے لگی، "بس فورا" آ رہی ہوں، ڈونٹ وری۔" کہتے ہوئے مڑی اور ساتھ ہی نظر اس چوکیدار پہ پڑی جو اپنی کارکردگی پہ مسکرا رہا تھا جیسے کہہ رہا ہو "کہا تھا نا میں نے۔" وہ اسے گھورتی اندر بڑھ گئی، مناہل نے اپنے دل کو سمجھاتے ہوئے اپنی جھکی جھکی پلکیں اٹھائیں اور اس کی نظریں صائم کی آنکھوں سے مل گئیں، صائم کو لگا وہ ان بادامی آنکھوں کی گہرائی میں ڈوب جائے گا، وہ جیسے اپنی برسوں

کی پیاس اس سمے بجھا رہا تھا، مناہل کا دل دھڑک اٹھا اس نے گھبرا کے مڑنا چاہا مگر پیر بھاری لہنگے کے گھیر میں الجھ گیا، وہ گرتی اس سے پہلے اس کا نرم نازک ہاتھ صائم کی مضبوط گرفت میں آ گیا۔ مناہل نے سٹپٹا کے اس کی سمت دیکھا وہ اس کی سمت ہی متوجہ تھا، اس کی روشن آنکھوں میں عجیب سی کیفیت تھی اس نے گھبرا کے نظریں جھکا لیں جب کہ صائم اسی کے بارے میں سوچ رہا تھا، سارے بندھن توڑنے پہ راضی تھا مناہل کا دل اتھا میں ڈوبا اور اس پہ خوف چھا گیا، اس نے گھبرا کے اپنا ہاتھ چھڑانا چاہا مگر صائم کی گرفت مضبوط تھی۔ مناہل کی خوبصورت آنکھوں میں نمی سی ٹھہر گئی ؤروہ اسے لرزتی آواز میں مخاطب کرتے ہوئے بولی، "پلیز صائم! اس کی خوفزدہ آواز اسے ایکدم حواسوں میں لے آئی اور اس کے جوش پہ بندھ باندھ گئی، اس نے اس کے نرم ہاتھ اپنی گرفت سے آزاد کر دیئے۔ اپنے گھنے بالوں میں ہاتھ پھیر کر ایک گہرا سانس لیا جیسے اپنی کیفیت پہ قابو پانا چاہا، جب کہ وہ اس سے نظریں چرائے اپنی تیز ہوتی دھڑکنوں کو قابو کرنے کی ناکام سی کوشش کر رہی تھی۔ صائم نے ایک نظر اس کے چہرے پہ ڈال کر اس کے لئے پچھلا دروازہ کھول دیا، وہ ایکدم نڈھال سی ہو کر سیٹ پہ گر سی گئی، ذہن بالکل سلیٹ کی مانند تھا جیسے سوچنے سمجھنے کی صلاحیت بالکل ختم ہو گئی ہو۔ وہ اپنا بھرم قائم رکھنے کی دعائیں مانگتی آنکھیں موند کر بیٹھ گئی، تبھی گاڑی کا دروازہ

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کھول کر علوینہ اندر بیٹھ گئی مگر اس کے چہرے پہ نظر پڑتے ہی وہ پریشان ہو گئی اور ایکدم اس کا ہاتھ جو سرد ہو رہا تھا تھامتے ہوئے بولی، "کیا ہوا مناہل؟ طبیعت تو ٹھیک ہے؟" مناہل نے بمشکل اپنی آنکھیں اور کر کے اس کی سمت دیکھا اور محض اثبات میں سر ہلا دیا مگر ایکدم اتنی کمزوری محسوس ہوئی کہ وہ دوبارہ آنکھیں موند گئی جب کہ علوینہ جو پہلے ہی گھبرائی ہوئی تھی ایکدم صائم کو مخاطب کرتے ہوئے بولی، "صائم! کیا ہوا ہے مناہل کو؟" اور وہ جو ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھول کہ بیٹھ رہا تھا، ٹھٹھک سا گیا، گردن موڑ کے اس دشمن جان کی سمت دیکھا جو چند دنوں میں رگ جان سے بھی قریب محسوس ہو رہی تھی مگر در حقیقت کئی صدیوں کی دوری پہ تھی۔ وہ آنکھیں موندے بیٹھی تھی جب کہ علوینہ اس سے تیز آواز میں مخاطب تھی، "کیا کہا ہے تم نے اس سے؟ میں جب اسے چھوڑ کے گئی تھی تو اچھی تھی۔ کیا ہو گیا اچانک؟" پریشانی اور غصے کے باعث اس کی آواز خاصی اونچی ہو گئی تھی مگر صائم بھی اس کے انداز پہ برہم سا اونچی آواز میں اسے ٹوک گیا، "اگر بھروسا نہیں تھا مجھ پہ تو اسے یہاں چھوڑ کر کیوں گئیں تھیں؟" وہ بھی جیسے برس پڑا، علوینہ نے اسے دیکھ کر مناہل کے ہاتھ تھام لیئے جو ٹھنڈے برف ہو رہے تھے۔ اس کا چہرا تھپک کر اسے پکار رہی تھی، "مناہل! مناہل! ہوش کرو۔ آنکھیں کھولو!" وہ آہستہ آہستہ اس کے ہاتھ سہلا

www.neweramagazine.com

رہی تھی، مناہل کو لگا جیسے کوئی اسے پکار رہا ہے مگر آواز جیسے کہیں بہت دور سے آ رہی تھی۔اس نے بمشکل اپنی آنکھیں کھولیں، پہلی نظر علوینہ پہ پڑی اور اس نے بمشکل مسکرا کے اسے تسلی دینی چاہی اور تبھی نظریں صائم کے سنجیدہ مگر فکر مند چہرے پہ پڑیں اور وہ ایکدم سٹپٹا گئی، دل نئے سرے سے دھڑک اٹھا ساتھ ہی خوف محسوس ہوُا کہ اس کا بھرم ہی نا کھل جائے، وہ گھبرا کے سیدھی ہو بیٹھی اور دھیمی آواز میں علوینہ کو مخاطب کرتے ہوُئے بولی، ''علوینہ! مم۔۔۔میں ٹھیک ہوں۔'' اس کی آواز سن کر علوینہ کے ہونٹوں سے اطمینان بھری سانس نکل گئی اور اس نے ایکدم اسے گلے سے لگا لیا اور کہا، ''ڈرا کے رکھ دیا مجھے۔پاگل! اس کو ہوش میں دیکھ کر صائم کو بھی اطمینان ہو گیا تھا اسی لئے اس نے گاڑی اسٹارٹ کر دی مگر ترشی سے کہنے سے بعض نا آیا، ''اب اگر تسلی ہو گئی ہو تو چلیں۔'' جواب میں علوینہ نے تھک کے کہا، ''تم تو کچھ بولو ہی نا! یہ سب کچھ تمہاری وجہ سے ہوُا ہے۔'' صائم کو اس کا لہجہ جتاتا ہوُا لگا، اس نے ویو مرر سے اس کو گھور کے دیکھا اور کچھ کہنا چاہا مگر پھر لب بھینچ کر خاموش ہو گیا۔ایک نظر مرر میں ڈالی جہاں وہ خوبصورت چہرہ نظر آ رہا تھا، علوینہ اسے پانی پلا رہی تھی۔ابھی کچھ دیر پہلے وہ اس کے بے حد نزدیک تھی کہ وہ اسے محسوس کر سکتا تھا اور جو ادراک اسے اب ہوُا تھا کہ وہ اسے کتنی شدتوں سے چاہتا ہے، جس کا احساس اسے پہلے نہیں ہوُا

تھا مگر اب جب وہ اس کی دسترس سے دور جارہی تھی اس کی بے چینی سوا ہو گئی تھی، وہ جانے کب سے اسکی محبت میں گرفتار تھا مگر اب وہ اپنی لاپرواہی پہ جتنا پچھتاتا وہ کم تھا۔ وہ اسی طرح اپنے خیالوں میں کھویا رہتا اگر پیچھے کھڑی گاڑی کا ہارن اسے حواسوں میں لے آیا اور اس نے بددلی سے کار آگے بڑھا دی۔

وہ مقررہ وقت پہ ہوٹل پہنچ گئے تھے اس کے باوجود خاصے مہمان ہال میں موجود تھے، سبرینہ کی فیملی بھی آ گئی تھی البتہ صوفیہ کو سبرینہ کی اسٹیپ مدر کے روپ میں دیکھ کر حیران سے ہوئے کچھ نے تو دبے لفظوں میں کہہ بھی دیا کہ ایسی کیا ضرورت تھی مناہل کے رشتہ صوفیہ کے موجودہ خاندان میں طے کرنے کی مگر جنید ہمدانی نے اپنی مصلحت پسندی اور سوجھ بوجھ سے کام لے کر سب کو مطمئن کر دیا تھا مگر کچھ لوگ اب بھی منتظر تھے کسی تماشے کے۔ شاہزیب اسٹیج پر موجود تھا اور مناہل کا منتظر تھا، تبھی وہ نروس سی علوینہ کے ساتھ ہال میں داخل ہوئی ساتھ ہی اس کے صائم بھی تھا۔ اندر

داخل ہوتے ہی وہ سب کی نظروں کا مرکز بن گئی، تمام کیمرے ایکساتھ حرکت میں آگئے اور مناہل کی گرفت علوینہ کے ہاتھوں پہ اور مضبوط ہو گئی۔اس کی نظریں جھکی ہوئی تھیں مگر اس کو پھر بھی اندازہ تھا کہ سب اس کی سمت ہی متوجہ ہیں۔علوینہ نے اس کا ہاتھ دبا کر اسے تسلی دی اور اسے لے کر اس سمت بڑھ گئی جس طرف دادو کے ساتھ ماما، بابا، دائم بھائی اور بھابھی کھڑے تھے۔سب کی آنکھوں میں اس کے لئے محبت کے ساتھ ساتھ ستائش بھی تھی۔وہ دھیرے دھیرے قدم اٹھاتی دادو کی سمت بڑھی،اس کی حالت عجیب ہو رہی تھی لگ رہا تھا گر جائے گی اور سب سے زیادہ کٹھن اسے اپنے آپ کو کمپوزر کھنا اس لئے بھی ہو رہا تھا کہ وہ قدم بقدم اس کے ساتھ تھا۔ اس کے تصور سے بھی خوفزدہ تھی کہ اپنا بھرم کھونا نہیں چاہتی تھی۔علوینہ اسے دادو کے نزدیک لے آئی،انہوں نے مسکراتے ہوئے، محبت سے تھام کر اسے گلے لگایا، پھر اس کی پیشانی چوم کر اس پر قرآنی آیات کا ورد کیا۔اس محبت بھرے انداز اور لمس پر مناہل کا دل گداز ہو گیا۔دادو محبت سے کہتے ہوئے مخاطب ہوئیں، ''جیتی رہو، خوش رہو۔'' ان کے بعد ماما نے اس محبت سے تھام کر گلے لگا کر پیار کیا اور پیار سے اسے دیکھتے ہوئے کہا، ''بہت پیاری لگ رہی ہے میری بیٹی۔ماشااللہ! کسی کی نظر نا لگے۔'' ان کی بات پہ مناہل کے موڈ کے پیش نظر بھابھی نے خوشدلی سے لہا، ''ہمیں اتنی

پیاری لگ رہی ہے تو اس کے دولہا کا کیا حال ہو گا۔" ان کی شرارتی سرگوشی بھی اس کے دل میں ہلچل نہ جگا سکی البتہ دل ایک اتھا میں ڈوبا۔ تبھی صوفیہ ان سب کے نزدیک چلیں آئیں اور خاندان کے لوگ بھی دلچسپی سے وہیں متوجہ ہو گئے۔ انہوں نے مناہل کا ہاتھ تھام کر اسے گلے لگاتے ہوئے کہا، "تھینک یو! مائی چائیلڈ! تم جانتیں نہیں ہو کہ تمہارے اس فیصلے سے میں کتنی خوش ہوں۔" انکی بات پہ اس نے اداسی سے انہیں دیکھا مگر وہ اپنی ہی خوشی میں مگن تھیں اس کی اداسی پہ توجہ ہی نا دے سکیں مگر سفینہ کی بھابھی جو نزدیک ہی کھڑیں تھیں کہنے سے بعض نا آئیں، "مناہل اگر اتنی ہی پیاری تھی تو صائم کے لئے کیوں نا مانگ لیا۔" ان کے ایکدم اس طرح بیچ محفل میں اور وہ بھی صوفیہ کی موجودگی میں یہ بات کہہ دینے پر سب اپنی جگہ شاکڈ سے رہ گئے جب کہ باقی رشتے دار بھی دلچسپی سے یہ تماشہ دیکھ رہے تھے، انہیں میں سے ایک اور خاتون نے کہا، "واقعی ہم کو تو پورا یقین تھا کہ مناہل صائم کی ہی دلہن بنے گی۔" پھر صوفیہ کی سمت مڑتے ہوئے کہا، "ویسے قسمت اچھی ہے صوفیہ تمہاری کہ اس عمر میں بیٹی مل گئی جواب ہمیشہ تمہارے ساتھ ہی رہے گی۔" ان کی بات پہ صوفیہ رواداری سے مسکرادیں مگر مناہل اذیت سے دوچار ہوتی اپنے لب کاٹ گئی وہیں صائم کا خون بھی کھول گیا، چہرہ اندرونی انتشار سے سرخ ہو گیا، قریب تھا کہ وہ کچھ کہہ دیتا

دائم بھائی اور شہیر نے اس کا شانہ تھام کر اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا، جب کہ جنید ہمدانی نے سنجیدگی اور بردباری سے سب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا، ''میرا خیال ہے یہ وقت ان باتوں کا نہیں ہے، مناہل بیٹا آؤ شاہزیب اور کبیر صاحب آپ کا ویٹ کر رہے ہیں، منگنی کی رسم بھی شروع کرنی ہے۔'' کہتے ہوئے اس کا سر دہاتھ تھام لیا اور اسے لے کر اسٹیج کی سمت بڑھے۔ان کا ہمیشہ کی طرح بارعب اور دوٹوک انداز باقی سب کو خاموش رہنے پہ مجبور کر گیا۔وہ اسی سنجیدگی سے اسے لے کر اسٹیج پہ پہنچ گئے، جہاں شاہزیب کب سے مناہل کی راہ دیکھ رہا تھا۔اس کے نزدیک پہنچنے سے پہلے وہ صوفے سے اٹھ کھڑا ہوا۔جنید ہمدانی نے مناہل کو صوفے پہ بٹھادیا اور شاہزیب بھی اس کے ساتھ ہی بیٹھ گیا، ساتھ ہی کیمرے بھی حرکت میں آ گئے۔باقی سب بھی ارد گرد موجود تھے۔صائم نے ایک اذیت میں گھرتے ہوئے یہ سب دیکھا اور پھر فورا''ہی وہاں سے جانے کے لئے پلٹا تبھی سبرینہ نک سک سے تیار اس کے سامنے آگئی تھی، گو اس دن اس کے رویئے کی وجہ سے وہ اس سے بے حد ناراض تھی مگر فی الحال وہ اس سے بگاڑ نا نہیں چاہتی تھی۔آج بھی وہ ہمیشہ کی طرح اسٹائلش سے سلیولیس شیفون کے شرٹ اور ٹراؤزرز، ہائی ہیل سینڈلز اور مناسب میک اپ میں خاصی اچھی لگ رہی تھی مگر صائم کا دھیان کہیں اور تھا، وہ اس دن کی بدمزگی کے

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بر عکس خوشگوار موڈ میں اس کے روبرو تھی اور اسے مخاطب کرتے ہوئے کہہ رہی تھی، ”ہیلو سائم! کہاں تھے تم اتنی دیر سے؟“ جواب میں وہ سپاٹ انداز میں بولا، ”میرا خیال ہے میں نے اپنے آنے جانے کا حساب تم کو کبھی نہیں دیا۔“ اس کا انداز سپاٹ تھا مگر وہ پھر بھی ٹھٹھک سی گئی۔ اس نے بغور صائم کا چہرہ دیکھا، وہ کبھی نہیں چاہتی تھی کہ صائم ہمدانی جیسی بڑی آسامی اس کے ہاتھ سے نکلے اس سے اس کو کئی فائدے پہنچ سکتے تھے، گو وہ کسی رشتے میں بندھنا نہیں چاہتی تھی مگر اسے کھونا بھی نہیں چاہتی تھی۔ اسی لئے اپنی عادت کے بر خلاف بمشکل مسکراتے ہوئے کہا، ”کم آن صائم! موڈ کیوں آف ہے تمہارا؟“ اس نے بے حد ناز سے اس کے مضبوط شانے پہ ہاتھ رکھا اور مسکرا کے اسے دیکھا، جب کہ وہ سنجیدگی سے اس کو جواب دیتے ہوئے بولا، ”میرا خیال ہے یہ وقت ان باتوں کا نہیں ہے ویسے بھی میں کچھ بزی ہوں ڈیڈ نے کچھ کام کہا ہے۔“ کہتے ہوئے سنجیدگی سے اس کا ہاتھ اپنے شانے سے ہٹا کے اسے دیکھا جو بمشکل غصہ ضبط کرتی اسے دیکھ رہی تھی، وہ اس وقت کم از کم یہ سب ایکسپیکٹ نہیں کر رہی۔ انفیکٹ اس کا تو خیال تھا کہ وہ اس کی تعریف میں زمین آسمان ایک کر دے گا مگر وہ تو ایک نگاہ بھی ڈالنا گوارا نہیں کر رہا تھا۔ اس کے دل میں خطرے کی گھنٹی بجی ”!مجھے کچھ now will you excuse me جب کہ وہ سنجیدگی سے بولا،

کام ہے۔" کہتا ہوُا وہاں سے ہٹتا چلا گیا، اب تو اس کی برداشت جواب دے رہی تھی، غصہ فزوں تر ہوتا جارہا تھا، اسی غصے کے زیر اثر اس کے خوبصورت چہرے پر تناؤ سا پھیل گیا اور آنکھوں میں عجیب سی کیفیت جھلکنے لگی اسی کیفیت کے زیر اثر وہ پلٹی اور ہجوم میں گم ہو گئی۔

یہ ہفتہ بڑا تیزی سے گذرا، گھر میں رونق اور ہلچل سی تھی، کبھی ماما، بابا دادو کے ساتھ کسی عزیز کے گھر مٹھائی دینے گئے ہوئے ہیں تو کبھی ان کے گھر کوئی مبارکباد کے لیئے آیا ہوُا ہے، سب ہی خوش تھے بس ایک وہی تھا جو خوشی کا مطلب بھول گیا تھا اور جیسے سب سے کٹ کے رہ گیا تھا۔ اس کی طبیعت کا بدلاؤ سب نے محسوس کیا تھا مگر اسے ٹوکا نہیں تھا، دادو اور ماما اس کی وجہ سے پریشان تھیں مگر فی الحال خاموش تھیں۔ مناہل نے تو اس کا سامنا کرنا ہی چھوڑ دیا تھا پتہ نہیں اس کے دل میں عجیب قسم کا خوف بکل مارے بیٹھا تھا اور اس کا واحد حل اس نے یہی نکالا تھا کہ اس کے سامنے کم سے کم

جائے۔اس دوران جو خوشی کی خبر سننے کو ملی وہ شہیر نے علوینہ کو پروپوز کیا تھا اور اپنا پروپوزل بھجوایا تھا جو رسمی بات چیت کے بعد قبول کر لیا گیا تھا،شادی اگلے سال علوینہ کی اسٹڈیز کمپلیٹ ہونے کو بعد کرنے کا ارادہ تھا۔دوسری طرف یونیورسٹی کا اگلا سیمسٹر شروع ہو گیا تھا تو سب ہی اس نئے روٹین میں مصروف ہو گئے تھے۔

NEW ERA MAGAZINE .com
NovelsAfsanaArticlesBooksPoetryInterviews

آج علوینہ،مناہل کے ساتھ ہی یونیورسٹی سے ہمدانی ہاؤس آ گئی تھی،دوپہر کا کھانا کھانے کے بعد وہ دونوں اسئنمنٹ لے کر بیٹھ گئیں پھر بھابھی کے بلانے پر کوئی شام کو ہی کمرے سے نکلیں اور اب دونوں لان میں ٹہلتے ہوئے ادھر ادھر کی باتیں کر رہیں تھیں۔ تبھی پورچ میں صائم کے ساتھ شہیر کی اسپورٹس بائیک بھی آ کر رکی۔دونوں ہی۔آواز پہ چونک کر مڑیں،علوینہ کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ دوڑ گئی جو کسی بھی پسندیدہ بندے کو دیکھ کر ہونٹوں پہ آ جاتی ہے جبکہ مناہل شہیر کو پھر علوینہ کو دیکھ کر مسکرا دی۔وہ دونوں وہیں چلے آئے،شہیر خوشدلی سے علوینہ کو نظروں کی گرفت

میں لیتے ہوئے بولا، ''اوہو! آج تو بڑے بڑے لوگ نظر آ رہے ہیں۔'' جواب میں مناہل شرارت سے علوینہ کو دیکھتے ہوئے شہیر سے بولی، ''اور آپ کو یقیناً ان بڑے بڑے لوگوں کی خوشبو یہاں کھینچ لائی ہو گی تبھی آپ یہاں نظر آ رہے ہیں۔'' شہیر جھنپنے کے باوجود اسے جواب دیتے ہوئے بولا، ''اسے دل کو دل سے راہ ہونا کہتے ہیں لڑکی۔'' مناہل نے بردباری سے سر ہلایا، نظروں کا رخ موڑا اور نظر براہ راست صائم کی نظروں سے مل گئیں۔ اس نے جلدی سے نظروں کا رخ دوبارہ موڑ لیا اور شہیر کو جواب دیتے ہوئے کہا، ''چلیں مان لیا آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں مگر آپ بھی یہ مان لیں کہ آپ ہیں چھپے رستم۔'' اس کمینٹ پہ شہیر کے علاوہ علوینہ نے بھی حیران نظروں سے اسے دیکھا مگر پوچھا شہیر نے، ''کیوں بھئی؟ کیا مطلب؟'' جواب میں مناہل نے مسکراتے ہوئے کہا، ''مطلب یہ کہ چپکے چپکے بڑے بڑے کام کر لئے اور کسی کو کانوں کان خبر بھی نہیں ہونے دی۔'' اس کی بات پہ شہیر نے خوشدلی سے مسکراتے ہوئے کہا، ''یار پتہ تو تھا تم لوگوں کو میری فیلنگز کے بارے میں مگر مجھے ان میڈم کے دل کا حال نہیں پتہ تھا اور تم سب بھی جانتے ہو کہ مجھے ان چھچھورے لوگوں کی طرح اظہار عشق کرنا نہیں آتا اور اگر کر بھی دیتا تو معلوم نہیں یہ میڈم میری کہیں اپنی ہائی ہیل سے میری تواضع ہی نا کر دیتیں۔ کہتے ہوئے اس کا لہجہ شرارتی ہو گیا ساتھ ہی نظر

علوینہ کے خوبصورت چہرے پہ ڈالی جہاں بے حد خوبصورت تاثر تھا اور اسی مسکراہٹ اور تاثر کے زیر اثر وہ بولی، "آپ مجھے اتنا ال مینرڈ سمجھتے ہیں بڑا افسوس ہوا مجھے یہ سن کر اور جہاں تک رہ گیا اس بات کا تعلق کے اپنے سینڈل سے آپ کی تواضع کر دیتی تو for your information مجھے ایک فلرٹ اور ایک جینون انسان میں فرق کرنا آتا ہے۔" بات کے اختتام پہ اس نے جسطرح منہ بنا کے کہا شہیر اور مناہل دونوں اس کے انداز پہ مسکرا دیئے۔ مناہل نے ان دونوں کی خوشیوں کیلیئے ڈھیروں دعائیں مانگ لیں جب کہ شہیر نے علوینہ کو جواب دیتے ہوئے کہا، " شکریہ میڈم کے آپ نے مجھے جینون سمجھا اور کہا۔ I am honoured "کہتے ہوئے اپنے سینے پہ ہاتھ رکھ کے سر کو خم دیا جب کہ علوینہ نے سنجیدگی سے کہا، "اور ویسے بھی میں نے سنا ہے کہ شادی اسی سے کرنی چاہیئے جو آپ سے محبت کرتا ہو نا کہ اس سے جس سے آپ محبت کرتے ہیں۔" سنجیدگی سے کہتے ہوئے اس نے صائم کو دیکھا جو بالکل خاموش ان سب کی باتیں سن رہا تھا ایکدم جھٹکے سے مڑا اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا اندر کی سمت بڑھ گیا۔ مناہل نے فکرمندی سے جب کہ علوینہ اور شہیر نے تاسف سے اسے وہاں سے جاتے ہوئے دیکھا کہ جو کچھ ہو چکا تھا اسے بدلا نہیں جا سکتا تھا۔

آج وہ کئی دن بعد رات کو ٹی وی کھول کے بیٹھ گئی تھی اور کچھ وہ ڈوکیومینٹری جو
پہ بنائی گئی تھی بہت انٹرسٹنگ تھی۔وہ بری طرح محو Egyptian اور Egypt
تھی کہ اس کا سیل فون جو اس کے پاس ہی پڑا تھا گنگنا اٹھا۔اس نے چونک کے پہلے وال
کلاک کی سمت دیکھا جو ۱۱:۴۵ بجا رہی تھی پھر موبائل اسکرین پہ نظر ڈالی جس پہ انجانا
نمبر جگمگا رہا تھا۔اس نے کچھ سوچ کر کال پک کر لی مگر دوسری طرف شاہزیب کی
چہکتی آواز سن کر بھی اس کے دل پہ چھائی مخصوص سرد و سپاٹ کیفیت خوشگواری میں
نابدل سکی بلکہ دل پہ ایک قسم کی جھنجھلاہٹ طاری ہو گئی۔وہ یہی سوچ رہی تھی کہ اس
نے رات کے اس پہر کیوں فون کیا ہے۔جبکہ وہ اسی خوشگوار انداز میں اسے مخاطب
کرتے ہوئے کہہ رہا تھا،"ہیلو سوئیٹ! کہاں گم ہو؟اس کے ہیلو کے جواب میں وہ کچھ نا
بولی تو اس نے اسے مخاطب کر لیا مگر اس طرز تخاطب پہ اس کی جھنجھلاہٹ میں مزید
اضافہ ہو گیا مگر صرف صوفیہ کے بارے میں سوچ کے اس نے بمشکل اپنے اوپر قابو پایا

کہ یہ کڑوا گھونٹ صرف ان کی خاطر ہی پیا تھا اور کہا، ''جی فرمایئے! اس وقت کیسے کال کی؟'' لہجے میں مخصوص جھجھک یا خوشدلی کا تاثر نہیں تھا بلکہ ایک عجیب قسم کی اجنبیت تھی مگر وہ اپنی بے پناہ خوشی میں محسوس نہیں کر سکا اور اسی بے تکلفی اور خوشدلی سے بولا، ''ارے سوئیٹ! اب تمہیں کال کرنے کے لئے کیا ٹائم دیکھنا پڑے گا؟'' جواب میں وہ بمشکل اپنے آپ کو طیش میں آنے سے روک سکی اور کہا، ''کیوں؟ اپ کی اور میری ایسی کوئی بے تکلفی نہیں ہے کہ آپ مجھے رات کے اس ٹائم کال کریں۔'' لہجہ تیکھا نہیں تھا مگر انداز چبھتا ہوُا تھا۔ جب کہ وہ قہقہہ لگاتے ہوئے بولا، ''اچھا مذاق کر لیتی ہو مگر اتنا ریمائنڈ کروا دوں کہ I am your Fiancé اس کا حق جتاتا''. انداز مناہل کو تلملانے پہ مجبور کر گیا مگر اس نے ضبط کرتے ہوئے کہا، ''ٹھیک کہہ رہے ہیں آپ مگر شائد آپ کو اندازہ نہیں ہے کسی کو فون کرنے کا یہ وقت انتہائی نا مناسب ہے اور۔۔۔'' ابھی اس کا جملہ مکمل بھی نہیں ہوُا تھا کہ اس نے مناہل کی بات کاٹتے ہوئے کہا، ''کم آن سوئیٹ! اس مناسب اور غیر مناسب کے چکر میں ہم ٹائم ویسٹ کر رہے ہیں اور ویسے بھی ایک فیانسی اپنی فیانسی کو جب چاہے کسی بھی وقت کال کر سکتا ہے۔'' اس کے اکھڑ اور بے باک انداز پہ مناہل کو غصہ تو بہت آیا مگر وہ اسے دباتے ہوئے بولی، ''کر سکتا ہو گا مگر میں آپ کو انفارم کر دینا چاہتی ہوں کہ اگر آپ

مجھ سے اس قسم کی کوئی بھی امید رکھتے ہیں تو غلط رکھتے ہیں، میں اس چیز کو ناپسند کرتی ہوں کہ آپ مجھے ایسے اوڈ ٹائم پہ کال کریں یا باہر ملنے پہ انسسٹ کریں اور امید کرتی ہوں کہ آئندہ اس بات کا آپ خیال رکھیں گے۔" اس نے اپنی بات مکمل کی اور کال ہی ڈسکنیکٹ کر دی۔۔اپنے طور پہ اس نے بہت ہمت کر لی تھی مگر اب اسے رہ رہ کر افسوس ہو رہا تھا کہ اسے اس طرح روڈلی بات نہیں کرنی چاہیئے تھی، اگر صوفیہ کی خاطر یہ کڑوا گھونٹ پی ہی لیا تھا تو اس کو طریقے سے سمجھانا چاہیئے تھا کہ اتنا تو وہ سمجھ ہی گئی تھی کہ وہ کتنا انا پرست ہے اور اب اسے رہ رہ کے یہی فکر ہو رہی تھی کہ اس کی اس حرکت کا خمیازہ صوفیہ کو نا بھگتنا پڑے مگر اب جو کچھ ہو چکا تھا اسے وہ بدل نہیں سکتی تھی گو اس وقت اس کا ارادہ شاہزیب سے اس لہجے میں بات کرنے کا نہیں تھا مگر اس کا فدویانہ انداز اسے ایک آنکھ نا بھایا اس لیئے اس سے یہ حرکت لاشعوری طور پہ سرزد ہو گئی۔ کئی بار اپنے دل کو سمجھا چکی تھی کہ اس نے شاہزیب سے رشتہ جوڑ لیا ہے تو اب اس رشتے کو نبھانا بھی چاہیئے چاہے زبردستی ہی صحیح پر اس دل کا کیا کرتی جو مسلسل مخالف سمت بھاگا چلا جا رہا تھا اور ایسی خواہش کر رہا تھا جو اس کی دسترس سے بہت دور تھی۔اس کو یہی ڈر تھا کہ اس پاگل دل کی مان کے وہ اپنی نسوانیت کا غرور اور انا کا بھرم نا کھو دے وہ اسی خوف میں مبتلا تھی گرنا چاہتے ہوئے بھی اس قسم کا رویہ رکھنے پہ مجبور

تھی۔ابھی بھی اس پریشانی میں مبتلا بمشکل اپنے اوپر قابو پاسکی اور چہرے پہ ہاتھ پھیرتی صوفے سے اٹھ کھڑی ہوئی اور پلٹتے ہی جیسے پتھر کی ہوگئی،سامنے کھڑے صائم کو دیکھ کر وہ اپنی جگہ جم سی گئی۔وہ شائد آفس سے لوٹا تھا اور نجانے کب سے وہیں کھڑا تھا،ان تمام پریشانیوں میں اب اس پریشانی کا بھی اضافہ ہو گیا تھا کہ اس نے کہیں اس کی گفتگو سن نالی ہو اور اتنے دن سے جو بھرم وہ رکھنے کی کوشش کر رہی تھی کہ اس باندھے گئے رشتے پہ وہ بہت خوش اور مطمئن ہے وہ بھرم چکنا چور ہو جائے گا۔مناہل کی ہمت نہیں تھی ایکبار کے بعد دوبارہ اس کی سمت دیکھنے کی اسی لئے خاموشی سے اس کی سائڈ سے نکل کر ہال کا دروازہ عبور کر گئی جب کہ وہ کھڑا نجانے کس سوچ میں گم جاتا ہوُا دیکھتا رہا۔

وہ ناشتہ بنوا کے ابھی ٹیبل پر آکر بیٹھیں تھیں اور کبیر صاحب کو چائے کا کپ بنا کے دیا تھا جب غصے سے تن فن کرتی سبرینہ اور اس کے ساتھ ہی آف موڈ کے ساتھ

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

شاہزیب ڈائننگ ہال میں داخل ہوئے۔صوفیہ کی پہلی نظران دونوں پہ پڑی اوران کا ماتھاٹھنکا،ان کی چھٹی حس انہیں کسی گڑبڑکا احساس ہورہاتھا یاپھراس گھر کے مکینوں کے لئے ان کی حسیات اتنی تیز ہوگئیں تھیں کہ ان سب کے موڈکااندازہ ان کے تاثرات سے لگالیتیں تھیں۔ابھی وہ اس بارے میں غور کر ہی رہیں تھیں کہ سبرینہ غصے میں انہیں مخاطب کرتے ہوئے بولی،''آپ کی بیٹی اپنے آپ کو سمجھتی کیا ہے؟ اس کا رشتہ اتنے بڑے گھرانے میں طے ہوگیا ہے تو میڈم کے مزاج ہی نہیں مل رہے ہیں۔''وہ تنفر سے کہتی انہیں خوفزدہ کرگئی جب کہ کبیر صاحب جو اخبار کی شہ سرخیوں پہ نظریں دوڑارہے تھے اس کی غصے بھری آواز پہ اخبار پہ سے نظریں ہٹا کے اسے دیکھا اور وہ کیسے برداشت کرتے کہ ان کی لاڈلی کا موڈ خراب ہو اسی لئے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا،''کیا ہوا بیٹا سبرینہ! آج صبح صبح کس بات پہ آپ کو غصہ آرہا ہے؟''سبرینہ جو کینہ طوز نظروں سے صوفیہ کو دیکھ رہی تھی اپنے ڈیڈ کے مخاطب کرنے پر ان کی سمت مڑی اور کہا،''پوچھئے اپنی بیگم سے،ان کی لاڈلی نے شاہزیب کی اتنی انسلٹ کی ہے کہ حد نہیں۔''اس بات پہ صوفیہ کے اوسان خطا ہوگئے جب کہ سیٹھ کبیر کے ماتھا پر شکنوں کا جال پڑ گیا،سبرینہ کا غصہ ابھی بھی ٹھنڈا نہیں ہوا تھا وہ اسی لہجے میں کہہ رہی تھی،''مگر یہ تو ہمیشہ یہی کرتی آئیں ہیں ہم سے زیادہ تو ان کی اس بیٹی

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کی اہمیت ہے جو ان کے پہلے شوہر سے ہے۔" اس بات پہ سیٹھ کبیر نے ایک کٹیلی نگاہ صوفیہ پہ ڈالی جو کچھ کہنا چاہ رہیں تھیں اور ان کو کوئی بھی موقع دیئے بغیر سبرینہ سے کہا، "بیٹا! کام ڈاؤن!" اس عورت سے تو میں بعد میں بات کرتا ہوں۔" پھر شاہزیب کی سمت دیکھتے ہوئے جو بے دلی سے جوس پی رہا تھا کہا، "تم بتاؤ شاہزیب کیا ہوا ہے؟" کچھ نہیں انکل ہونا کیا ہے آنٹی کی بیٹی نے ہم سے رشتہ تو جوڑ لیا مگر اسے اس سوسائٹی میں موو کرنے کے لئے ایٹیکیٹس سیکھنے کی سخت ضرورت ہے۔" کہتے ہوئے وہ اٹھا اور باہر نکل گیا جب کہ سبرینہ ابھی بھی اس آف موڈ کے ساتھ کہہ رہی تھی، "بہتر ہے کہ میڈم مناہل کو آپ سکھا دیں ہماری سوسائٹی میں موو کرنے کے طور طریقے۔" کہتے ہوئے ایک قہر بھری نگاہ ان پہ ڈالی جب کہ سیٹھ کبیر نے کہا، "بیٹا! میں نے تو آپ کو منع کیا تھا اس مسئلے میں مت پڑو مگر آپ کو ہی شوق ہو رہا تھا ان بیک ورڈ لوگوں میں رشتہ جوڑنے کا۔" ان کی بات پہ وہ اپنے مخصوص تنفر بھرے انداز میں بولی، "ڈیڈ! میں نے تو نیکی کی تھی مجھے کیا پتہ تھا کہ یہ نیکی میرے گلے پڑ جائے گی۔" غصے سے کہتی وہ بھی ڈائننگ ہال کراس کر گئی جب کہ سیٹھ کبیر صوفیہ کی سمت دیکھتے ہوئے بولے، "سمجھا لینا اپنی لاڈلی کو ورنہ اس کے نتائج اچھے نہیں ہوں گے۔" ان کا انداز دھمکی آمیز تھا، صوفیہ ہمیشہ کی طرح خوفزدہ انداز میں بولیں، آپ فکر مت

کریں میں اسے سمجھاؤں گیں۔" ان کے جواب پہ وہ انہیں غصے سے گھورتے وہاں سے چلے گئے اور وہ آئندہ کیا ہوگا کی فکر میں اپنا سر تھامے وہیں بیٹھی رہ گئیں۔

سمیسٹر کیوں کہ باقاعدہ شروع ہو کا تھا اس لئے ٹیچرز روز نے اسئنمنٹس کے ساتھ ساتھ مختلف ٹیسٹ اور کوئز بھی لینے شروع کر دیئے تھے جس کی وجہ سے مصروفیت بھی بڑھ گئی تھی۔ آج بھی وہ دونوں کلاس کے بعد ڈیپارٹمنٹ کے لان میں بیٹھی نوٹس بنانے میں مصروف تھیں ساتھ ہی ساتھ اہم پوائنٹس ڈسکس کرتے ہوئے کنفیوژن بھی کلئیر کرتی جا رہیں تھیں جب شہیر کے ساتھ زین اور صائم وہیں چلے آئے۔ مگر وہ دونوں اسی طرح مصروف رہیں تو زین نے علوینہ کے ہاتھ میں تھمی کتاب کھینچ لی۔ علوینہ نے اسے گھور کے دیکھا اور وہ زور سے ہنس دیا جب کہ وہ چڑتے ہوئے بولی، "کیا بد تمیزی ہے زین؟ کتاب واپس کرو۔" جواب میں وہ شرارت سے بولا، "قسم لے لو میں نے کچھ نہیں کیا، جو کچھ ہے وہ اس شہیر کا آئیڈیا ہے۔" علوینہ نے اب کہ شہیر کی سمت دیکھا اور وہ جو اس کی توجہ کا منتظر تھا اس کے متوجہ ہونے پر

www.neweramagazine.com

کھل اٹھا اور اس کے نزدیک ہی گھانس پہ بیٹھتے ہوئے بولا، ''اس سے ذیادہ مناسب آئیڈیا نہیں تھا تم سے ملنے کا۔'' جواب میں وہ اسے دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے بولی، ''کیوں؟ آپ کو ایسی کیا ضرورت پڑ گئی مجھ سے ملنے کی؟'' اس کا انداز زین کے ساتھ مناہل کو بھی مسکرانے پر مجبور کر گیا، یونہی مسکراتے ہوئے نظر سامنے گئی تو صائم پہ نظر ٹک گئی جو بے نیازی سے وہ کتاب دیکھ رہا تھا جو زین نے علوینہ سے لی تھی۔ وہ اسی سمت متوجہ رہتی جب شہیر کی آواز اسے حواسوں میں لے آئی، وہ اپنے آپ کو ڈپٹتی ان تینوں کی سمت متوجہ ہو گئی جب کہ شہیر کہہ رہا تھا، ''کیوں ضرورت کی کیا بات ہے میرا دل نہیں چاہ سکتا تم سے ملنے کو؟'' اس کی بات کے جواب میں وہ اسی سنجیدگی سے بولی، ''چاہ سکتا ہے مگر یہ کوئی اچھی بات نہیں ہے اس طرح یونیورسٹی میں ملنا۔'' اس کی بات پہ وہ فوراً'' بولا، ''تو باہر ملنے پر تم نے پابندی لگائی ہوئی ہے، فون تم میرا اٹینڈ نہیں کرتیں پھر تو یہی ایک راستہ رہ گیا۔'' اس نے جس بیچارگی سے کہا ان سب کے ہونٹوں پہ دبی دبی مسکراہٹ پھیل گئی جب کہ علوینہ نے بردباری سے کہا، ''باہر ملنا، فون پہ چیپ گفتگو کرنا مجھے پسند نہیں ہے ہاں ماما پاپا کی موجودگی میں آپ گھر آ سکتے ہیں اس میں کوئی پرابلم نہیں ہے۔'' اس کی اتنی تفصیلی بات پہ وہ مسکراتے ہوئے بولا، ''چلیں جی! یہ بھی بہت کافی ہے۔'' ابھی وہ سب یہ باتیں کر ہی رہے تھے

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سبرینہ کی تیز آواز پہ سب نے چونک کر اس کی سمت دیکھا اور سامنے سبرینہ کے ساتھ شاہزیب کو دیکھ کر وہ سب ہی ٹھٹھک گئے جب کہ مناہل کا دل زور سے دھڑکا اور مسکراہٹ کی جگہ سنجیدگی نے لے لی۔

سبرینہ کے ساتھ شاہزیب کو کھڑے دیکھ کر وہ سب ہی ٹھٹھک گئے جب کے مناہل کا دل زور سے دھڑکا اس سے کل رات ہونے والی گفتگو اسے یاد آگئی جب کہ چہرے پہ مسکراہٹ کی جگہ سنجیدگی نے لی۔ سبرینہ سب کو وِش کرتے ہوئے وہیں آگئی،

"ہیلو ایوری بڈی!"

کہتے ہوئے شاہزیب کا بازو تھام کر مناہل کے نزدیک لے آئی اور اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا،

مناہل! شاہزیب تم سے ملنے کے لئے اتنا بے چین تھا کہ پوچھو مت، مجھ سے اس کی "پیچینی دیکھی نہیں گئی اس لئے میں اس کو تم سے ملوانے یہاں لے آئی۔"

مناہل کا چہرہ غصے اور خفت کے احساس سے سرخ ہو گیا۔ اس نے ایک تیز نظر سبرینہ

کے ساتھ کھڑے شاہزیب پہ ڈالی جو شاطرانہ انداز میں اسے دیکھتے ہوئے مسکرا رہا تھا، پھر سبرینہ کو دیکھ کر دھیمی مگر مضبوط آواز میں بولی،

''سبرینہ! تمہارا کزن مجھ سے ملنا چاہتا تھا اور تم اس کی خاطر اسے مجھ سے ملوانے یہاں لے آئیں مگر کیا تم نے مجھ انفارم کرنا مناسب سمجھا۔''

اس نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے دوٹوک انداز میں پوچھا مگر سبرینہ اپنے مخصوص تمسخرانہ انداز میں مسکراتے ہوئے بولی،

''کم آن! کس زمانے میں رہ رہی ہو؟ اتنا حق تو اس کا ہے کہ تم سے مل سکے۔''

جب کہ مناہل نے بمشکل ضبط کرتے ہوئے کہا،

''پلیز! میں تم سے کہہ رہی ہوں آج تو ایسا کر لیا ہے مگر آئندہ مت کرنا کیونکہ مجھے یہ سب کچھ پسند نہیں ہے۔ I hope'' کہ تم انڈراسٹینڈ کروگی۔

کہتے ہوئے ایک نظر شاہزیب پہ ڈالی جس کا چہرہ غصے اور توہین کے احساس سے سرخ ہو گیا تھا اور وہاں سے نکلتی چلی گئی۔علوینہ اپنی کتابیں اور بیگ سنبھال کے اس کے پیچھے گئی جب کہ باقی سب ابھی تک یہ سمجھنے کی کوشش کر رہے تھے کہ یہ سب ہوا کیا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہے؟ تبھی سبرینہ تیز آواز پر چونک گئے جو صائم کے سامنے کھڑی اپنے دل کی بھڑاس نکال رہی تھی، شاہزیب کب کا وہاں سے جا چکا تھا۔ جب کہ وہ کہہ رہی تھی،

.یہ تمہاری کزن خود کو سمجھتی کیا ہے، ایکI can't believe thisصائم!'' تو میں نے اس کی شادی شاہزیب سے فکس کروائی جس کے لئے لڑکیوں کی کوئی کمی نہیں ہے مگر اسے ہی اس لڑکی میں نجانے کیا نظر آیا کہ وہ کہنے لگا کہ اس سے ہی شادی کرے گا اور ان میڈم کے مزاج ہی نہیں مل رہے۔''

اس کی اتنی لمبی بات کے جواب میں وہ اطمینان سے بولا،

میرا خیال ہے کہ تم بہت سمجھدار ہو تم کو مناہل کی شخصیت دیکھ کر اندازہ ہو جانا'' چاہیئے تھا کہ وہ یہ سب پسند نہیں کرے گی اور اگر تم اپنے کزن کی ہیلپ کرنا ہی چاہ رہیں تھیں تو ایٹ لیسٹ مجھے ہی انفارم کر دیتیں اس طرح مناہل بھی اوور ری ایکٹ نا کرتی۔'' جواب میں وہ غصیلے لہجے میں بولی،

تم مناہل کی غلط بات کو ڈیفینڈ مت کرو اس جیسی دوغلی لڑکی میں نے آج تک نہیں'' دیکھی۔''

ابھی اس کی بات پوری نہیں ہوئی تھی کہ وہ اسے تیز آواز میں ٹوک گیا،

سبرینہ اب اس سے آگے ایک اور لفظ مت کہنا۔""

زین اور شہیر جو کافی دیر سے دونوں کی تکرار سن رہے تھے اس ڈر سے کہ کہیں ہنگامہ مزید نہ بڑھ جائے، صائم کا بازو تھام کر اسے ٹھنڈا کرنے کی کوشش کی جب کہ سبرینہ اسی انداز میں تنفر سے بولی,"

کیوں کیا ہوُا؟ سچ بات بری لگ رہی ہے، یہ دوغلا پن نہیں ہے تو کیا ہے؟ تمہارے" علاوہ وہ زین اور شہیر تک سے فری ہے ہاں ساری جھجک بس اپنے منگیتر سے ہے۔ ہوُا نا یہ دوغلا پن۔"

اس کی بات پہ صائم نے تاسف سے اسے دیکھا اور کہا،

مجھے افسوس ہو رہا ہے تمہاری سوچ پہ اپنی You know what سبرینہ!" سوچ کو بدلو ورنہ اس تعلیم اور اس سو کالڈ ہائی سوسائٹی میں رہنے کا جو لیبل تم نے لگایا ہوُا ہے اس کا کوئی فائدہ نہیں۔"

کہتے ہوُئے ایک نظر اس پہ ڈالی اور جھٹکے سے مڑ کر لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے نکلتا

www.neweramagazine.com

چلا گیا۔

دو دن بڑی خاموشی سے گذرے گو شاہزیب اور سبرینہ کی طرف سے وہ کسی بڑے ہنگامے کی منتظر تھی اور کئی بار سوچ چکی تھی کہ اسے سب کے سامنے وہ سب نہیں کہنا چاہیے تھا مگر جس طرح اچانک سبرینہ نے وہ سب آکر کہا وہ اپنے آپ پر قابو نا رکھ سکی اور وہ سب کہہ دیا جو شائد نہیں کہنا چاہیے تھا۔کئی بار وہ یہ بھی سوچ چکی تھی کہ شاہزیب سے معذرت کر لے کہ رشتے کے ابتدائی دور میں ہی اس طرح کی مس انڈر اسٹینڈ نگ کا ہونا آگے جا کر رشتوں میں مشکلات کا سبب پیدا کرتا ہے مگر اس پر بھی عمل نا کر سکی کہ ہمت ہی نہیں ہوئی۔ کبھی سوچتی صوفیہ سے رابطہ کرے مگر ان کی پوزیشن کا اندازہ بھی اسے تھا کہ وہ سوائے پریشان ہونے کے کچھ نہیں کر سکتیں تھیں اسی ادھیڑ بن میں اتنے دن خاموشی کی نظر ہو گئے۔اس دن بھی شام کو حسب معمول سب ہال روم میں جمع تھے اور چائے کا دور چل رہا تھا جب فون کو بیل بجی، جنید ہمدانی

فون کے نزدیک ہی بیٹھے تھے اس لئے انہوں نے کال ریسیو کر لی،اور دوسری طرف سے آنے والی آواز سن کر ان کا لہجہ خود بخود خوشگوار ہو گیا،وہ کہہ رہے تھے،

جی جی بھابھی وا علیکم اسلام! جی سب خیریت ہے۔آپ سب لوگ کیسے ہیں؟""

ان کے خوشگوار لہجے پہ سب لوگ ہی ان کی سمت متوجہ ہو گئے تھے،مناہل کے کان بھی وہیں لگے تھے ان کے بات کرنے کے انداز سے سمجھنا مشکل نہیں تھا کہ دوسری طرف کون ہے۔اس کو اس وقت عجیب طرح کی پریشانی لگی تھی وہ اپنی ہی فکر میں کھوئی ہوئی تھی کہ جنید ہمدانی نے اسے مخاطب کر لیا،

مناہل بیٹا! صوفیہ بھابھی آپ سے بات کرنا چاہ رہیں ہیں۔""

کہتے ہوئے رسیور اس کی سمت بڑھا دیا،وہ دل ہی دل میں خیر کی دعا کرتی فون کی سمت آگئی اور جنید ہمدانی نے ریسیور اس کے ہاتھ میں تھما دیا۔اس نے دھیمی آواز میں سلام کیا تو انہوں نے سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا،

مناہل بیٹا! مجھے تم سے یہی امید تھی ورنہ میں تو بے حد پریشان ہو گئی تھی کہ اگر کوئی" بدمزگی ہو گئی تو کیا ہو گا مگر سبرینہ نے مجھے بتایا کہ تم بچوں نے سمجھداری سے اس

معاملے کو سلجھالیا بہت اچھا کیا۔اور میں نے بھائی صاحب سے بھی بات کرلی ہے

شاہزیب کا برتھ ڈے ہے تم آنا ضرور۔"

اس کو ان کی ایک بھی بات سمجھ نہیں آئی تھی وہ تو سمجھ رہی تھی کہ یقیناً کوئی ہنگامہ ہو گا

مگر یہ سب کیا تھا۔اس نے ان سے دو چار باتیں کیں پھر انہوں نے فون سبرینہ کو تھما

دیا جبکہ سبرینہ کی آواز سن کر وہ اپنی جگہ مزید الجھ گئی،جب کہ وہ بڑے دوستانہ انداز

میں اس سے بات کرتے ہوئے کہہ رہی تھی،

"ہائے مناہل !کیسی ہو؟"

وہ بمشکل اپنی حیرت پہ قابو پاکر کچھ بولنے کے قابل ہوئی اور کہا،

"میں ٹھیک ہوں تم کیسی ہو؟"

جواب میں وہ ایسی خوشدلی سے بولی جیسے دونوں کے درمیان بڑے دوستانہ مراسم

ہوں،

"میں بھی ٹھیک ہوں،بس تمہیں یہ کہنا تھا کہ شاہزیب کا برتھ ڈے ہے تو اس دن

اس کا دل خوش ہو جائے گا۔"you know اچھا سا تیار ہو کر آنا۔

کہتے ہوئے وہ اپنی عادت کے خلاف ہنسی جب کہ مناہل کا دل ناگواری سے دھڑک اٹھا مگر اس نے اپنے آپ کو کچھ بھی کہنے سے بمشکل بعض رکھا کہ وہ بنتی بات بگاڑنا نہیں چاہتی تھی جب کہ سبرینہ کہہ رہی تھی، ''اورہاں اب کوئی ایکسکیوز مت دینا کیوں کہ اب تو انکل سے بھی پرمیشن لے لی ہے۔''

پھر بات بڑھاتے ہوئے کہنے لگی،

''اور یہ صائم کہاں ہے اس سے تو بات ہی نہیں ہو پاتی خیر میں اس سے خود بات کر لوں گیں اور تمہارے فرینڈز کو بھی تو انوائٹ کرنا ہے۔''

اس نے شائد علوینہ، شہیر اور زین کا حوالہ دیا تھا، مناہل نے ایک گہرا سانس لیا جب کہ وہ اسی طرح نان اسٹاپ بولتی اس کو بائی بول کر کال ڈسکنیکٹ کر گئی مگر مناہل کا ذہن مزید الجھ گیا کہ وہ اس قسم کے رویئے کی امید کم از کم سبرینہ سے نہیں کر سکتی تھی اور خاص طور پہ اس دن ہونے والے واقعے کے بعد تو بالکل بھی نہیں۔ وہ یہی سب سوچتی پلٹی کہ ماما نے اسے مخاطب کر لیا،

''بیٹا! ہو گئی بات؟

وہ اپنی غائب دماغی والی کیفیت سے بمشکل باہر آئی اور سر ہلاتے ہوئے کہا،

"جی!"

جب کہ جنید ہمدانی کہہ رہے تھے کہ،

"اصل میں انہوں نے انوائٹ کرنے کے لئے فون کیا تھا، شاہزیب کا برتھ ڈے ہے اور وہ سبرینہ اور اپنے فرینڈز کے ساتھ سیلیبریٹ کرتا ہے اس بار وہ صائم اور مناہل کو بھی انوائٹ کرنا چاہ رہے ہیں اسی لئے صوفیہ بھابھی کال کی تھی۔"

مناہل اور صائم نے چونک کر ایک دوسرے کو دیکھا، سفینہ اور دادو کچھ تذبذب کا شکار تھیں مگر جنید ہمدانی ان کو تسلی دیتے ہوئے کہہ رہے تھے،

"آپ کیوں فکر کر رہیں ہیں سفینہ؟ صائم بھی ساتھ جائے گا مناہل کے۔ کیوں صائم؟"

انہوں نے سامنے بیٹھے صائم کو مخاطب کر لیا، جواب میں وہ سنجیدگی سے گویا ہوا،

"ڈیڈ! ابھی کچھ سوچا نہیں ہے اور شائد میں جا بھی نا سکوں اور ویسے بھی یہ اس کا سسرال ہے تو اسے جانا چاہئیے۔"

لہجہ خود بخود اجنبی ہو گیا۔ مناہل نے اسکی سمت دیکھنے سے گریز کیا جب کہ نظریں بدستور ہاتھوں پہ جمی ہوئی تھیں۔ سفینہ نے ایک نظر مناہل کے جھکے سر پہ ڈالی اور کہا،

"صائم یہ کون سا طریقہ ہے بات کرنے کا؟ اور تم یہ مت بھولو کہ سبرینہ سے تمہارا کیا تعلق ہے اگر مناہل کے رشتے کی بات نا چلتی تو تمہارا رشتہ ہی پہلے طے ہوتا۔"

جنید ہمدانی بھی اس کو ایسے دیکھ رہے تھے جیسے ان کی بات سے متفق ہوں۔ وہ ان کی بات پہ تلملایا اور وہاں سے اٹھ کے چلا گیا، سفینہ اس کی لاتعلقی پہ تلملائیں اور کچھ بڑبڑانے لگیں کہ جہاں آرا بیگم ان کو تسلی دینے کی خاطر بولیں،

"فکر مت کرو سب ٹھیک ہو جائے گا۔"

سفینہ بیگم نے انہیں دیکھا اور انہوں نے آنکھوں ہی آنکھوں میں انہیں تسلی دی اور وہ دل ہی دل میں خیر کی دعا کرتیں خاموش ہو گئیں۔ مناہل اس تمام عرصے میں خاموشی سے سب کی سن رہی تھی کہ بھابھی نے اسے مخاطب کر لیا،

"مناہل! کہاں گم ہو بھئی؟"

ان کے آواز دینے پر وہ چونک کر اپنے خیالوں سے باہر آئی اور پوچھا،

"جی بھابھی! کچھ کہا آپ نے؟"

بھابھی کو اس کے کھوئے کھوئے انداز پہ حیرانی سی ہوئی مگر کچھ بھی جتائے بغیر کہا،

"میں کہہ رہی ہوں کہ تم کون سا ڈریس پہنو گی؟"

جواب میں وہ بولی،

"کچھ بھی پہن لوں گیں بھابھی اتنے سوٹ تو رکھے ہیں۔"

اس نے بے دلی سے لہا جب کہ بھابھی اس کا ایکسکیوز نظر انداز کرتے ہوئے کہہ رہیں تھیں،

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"میرا تو خیال ہے کہ سسرال میں پہلا فنکشن اٹینڈ کرو گی تو تھوڑی بہت شاپنگ کر لو۔"

وہ منع کرنا چاہتی تھی مگر اس سے پہلے ماما اور دادو نے بھابھی کی تائید کر دی اور اس کے پاس کچھ کہنے کے لئے بچا ہی نہیں وہ محض سر ہلا کے رہ گئی۔

وہ دوپہر سے علوینہ کی طرف آئی ہوئی تھی، ارادہ تھا کہ دونوں ساتھ ہی فنکشن میں جائیں گیں علوینہ کے مطابق اس کو شہیر پک کرے گا، مناہل گو جانا تو نہیں چاہ رہی تھی مگر علوینہ کے سمجھانے پر اس نے تھوڑا بہت اہتمام کر ہی لیا تھا۔ وہ دونوں ہی ریڈی تھیں، علوینہ کی نظر اس پہ پڑی تو اس کے منہ سے بے ساختہ نکلا،

"یہ ہوئی نا بات۔ دیکھو تو کتنی خوبصورت لگ رہی ہو۔"

اس کے کہنے پہ وہ اداسی سے مسکرائی اور بمشکل نظریں اٹھا کے اپنے آپ کو آئینے میں دیکھا۔ وائٹ کلر نیٹ اور کتان کے امبر واڈیڈ سوٹ جس پہ خوبصورت ایپلیک اور بیڈز ورک بنا تھا۔ ساتھ ہی خوبصورت نیٹ کا ڈوپٹہ تھا، مناسب میک اپ اور میچنگ جیولری اور شوز میں بے حد خوبصورت لگ رہی تھی۔ مناہل نے افسردگی سے کہنا چاہا،

"علوینہ! مجھے کچھ بھی اچھا نہیں لگ رہا، میرا دل گھبرا رہا ہے۔"

کہتے ہوئے وہ روہانسی سی ہو گئی جب کہ خوبصورت آنکھوں میں آنسو جھلملا

گئے۔علوینہ نے اس کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر ٹوکتے ہوئے کہا،

"دیکھو مناہل! تم نے یہ فیصلہ کیا ہے،اس کے پیچھے جو بھی وجہ تھی مگر اب اس کو نبھانا بھی تم کو ہی ہے اور اگر تم کمزور پڑ گئیں تو پھر کبھی بھی مضبوط نہیں بن پاؤ گی۔اور مزید مشکلات سے بچنے کیلئے یہ بہت ضروری ہے کہ تم اس رشتے کو خوشی خوشی نبھاؤ۔" اس نے باقاعدہ اسے سمجھایا، مناہل سر جھکائے اسے سن رہی تھی، بات کے اختتام پر مناہل نے اپنی خوبصورت بادامی آنکھوں سے اسکی سمت دیکھا جب علوینہ نے اس کی سمت دیکھتے ہوئے کہا،

"ایک کمی ابھی بھی ہے۔"

مناہل نے حیران نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے پوچھا،

"کیا؟"

جواب میں وہ بے ساختگی سے بولی،

"وہ جو تمہاری خوبصورت اسمائل ہے وہ کہاں ہے؟"

اس کے انداز پہ مناہل کے ہونٹ خوبصورت مسکراہٹ کی ذد میں آ گئے۔علوینہ نے

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس کی مسکراہٹ پہ اطمینان کا سانس لیا اور کہا،

"گڈ گرل!"

پھر پلٹ کے اپنے سینڈلز میں پیر ڈالتے ہوئے بولی،

"چلو نیچے چلتے ہیں پتہ نہیں یہ شہیر آیا کہ نہیں۔"

مناہل نے مسکراتے ہوئے اپنا دوپٹہ سنبھالا اور دونوں نیچے چلیں آئیں، علوینہ کی ماما ان کو لاؤنج میں ہی مل گئیں، وہ انہیں مخاطب کرتے ہوئے بولی،

"ماما! ہم دونوں لان میں ہیں، شہیر ہمیں پک کرنے آئے گے تو ہم ان کے ساتھ سبرینہ کے گھر جائیں گے۔"

جانے سے پہلے اس نے انہیں انفارم کیا، جواب میں انہوں نے دونوں پہ آیت آل کرسی پڑھ کے پھونکی اور کہا،

"بیٹا! دھیان سے جانا۔"

ان کی بات پہ اس نے مناہل کا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا،"

"ڈونٹ وری ماما!"

اور دونوں ان کو خُدا حافظ کہتی باہر لان میں آ گئیں۔ سامنے ہی پورچ میں شہیر کی گاڑی کھڑی تھی جو غالباً "ابھی کچھ منٹ پہلے ہی آیا تھا، سامنے ہی ان دونوں کو شہیر کے ساتھ ہی صائم بھی کھڑا نظر آ گیا جو ان دونوں کے لئے ہی حیرانی کا باعث تھا کہ ان کی اطلاع کے مطابق تو وہ آج کا فنکشن اٹینڈ نہیں کر رہا تھا، وہ دونوں ہی ٹھٹھکی تھیں ٹھیک اسی طرح جس طرح صائم کا سبرینہ کے یہاں جانے سے انکار کر دینے پہ ٹھٹھکیں تھیں۔ مناہل نے پہلی بے ساختہ نگاہ کے بعد اپنی نظر جھکا لی تھی، ہمیشہ کی طرح اس کا دل اس کی مخالفت پہ تلا ہوا تھا۔ وہ اپنی شاندار شخصیت اور امپریسو پرسنیلٹی کے ساتھ ان کے سامنے تھا، وائٹ کاٹن شرٹ کے ساتھ ڈارک براؤن کاٹن ٹراؤزرز اور شرٹ کے اوپر لائٹ کیمل کلر کے بلیزر میں خاصے کیشوئل حلیئے میں بھی خاصا امپریسو لگ رہا تھا۔ مناہل نے ذرا سی پلکیں اٹھا کے اسے دیکھا اس کے چہرے پہ دنیا بھر کی بیزاری رقم تھی جیسے زبردستی لایا گیا ہو مگر اس سب کے باوجود اس کی شخصیت کا سحر اپنی جگہ قائم تھا۔ وہ دونوں ہی دھیرے دھیرے قدم اٹھاتی گاڑی کے نزدیک آ گئیں۔ شہیر نے ان دونوں کو دیکھ کر خوشدلی سے بولا،

"ہیلو لیڈیز!

جواب میں ان دونوں نے بھی مسکرا کے اسے وِش کیا جب کہ وہ کہہ رہا تھا،

''آج تو لگ رہا آسمان سے پریاں اتر آئیں ہیں۔''

کہتے ہوئے علوینہ کے خوبصورت چہرے پہ نظر ڈالی، وائٹ اینڈ ریڈ کمبینیشن کے شرٹ اور ٹراؤزرز جس کے فرنٹ پہ خوبصورت ایمبروائڈری ہوئی تھی اور جس کے ساتھ کانیٹ کا فل ایمبرؤئڈڈ دوپٹہ اس کی کھلی ہوئی رنگت پہ بہت اچھا لگ رہا تھا مناسب میک اپ نے اس کے تیکھے نقوش اور بھی اجاگر کر دیئے تھے۔ جواب میں وہ اپنے مخصوص پر اعتماد اور بے نیاز انداز میں بولی،

''آج کی کیا بات کی آپ نے ہم تو ہمیشہ ہی اچھے لگتے ہیں۔''

اس کے انداز اور جواب پہ وہ بے ساختہ ہنس پڑا، مناہل کے ہونٹوں پہ بھی مسکراہٹ آ گئی، ساتھ ہی اس نے کنکھیوں سے نزدیک کھڑے صائم کو دیکھا، بے نیازی کے سارے ریکارڈ توڑتے ہوئے اپنے سیل فون پہ بزی تھا۔ تبھی شہیر نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا،

''اب اس سیل فون کو گھورنا بند کردو اور گاڑی میں بیٹھو۔''

اس کی آواز پہ اس نے اپنا سر اٹھایا اور بجائے شہیر کو دیکھنے کے اس کی نظریں مناہل کے خوبصورت چہرے میں الجھ گئیں اور وہ جیسے ارد گرد سے بے نیاز ہو گیا۔ابھی کچھ دیر پہلے شہیر کی کہی بات کی تصدیق ہو گئی،واقعی سفید لباس میں اس کی دل موہ لینے والی خوبصورتی دوچند ہو کر آنکھوں کو خیرہ کر گئی تھی اور وہ جو تہیہ کر کے آیا تھا کہ اس کی سمت دیکھے گا بھی نہیں اب ارد گرد سے بے نیاز اس کی خوبصورتی میں کھویا تھا۔اس کی کچھ کہتی سنتی پر تپش نظریں مناہل کو پزل کرنے کے لیئے کافی تھیں۔وہ بمشکل اپنے دل کو سنبھالتی آگے بڑھی اور پچھلا ڈور کھول کے گاڑی کے اندر بیٹھ گئی۔اس کے سامنے سے ہٹتے ہی وہ جیسے ہوش میں آگیا اور اپنی بے خودی کو کوس کے رہ گیا۔جب کہ علوینہ اور شہیر اپنی کسی بات میں الجھے ہوئے تھے۔اس نے ایک گہرا سانس لیا اور گاڑی کی سمت بڑھا اور شہیر کو مخاطب کرتے ہوئے بولا،

"اب چلو گے یا یہیں رات گزارنے کا ارادہ ہے۔"

اس کی اونچی بھاری آواز پورچ میں گونجی اور شہیر کے ساتھ ہی علوینہ بھی چونک گئی اور جلدی سے پچھلی سیٹ کا دروازہ کھول کے گاڑی کے اندر بیٹھ گئی جب کہ شہیر بالوں میں ہاتھ پھیرتا مسکراتا ہوا کار کی فرنٹ سیٹ پہ بیٹھ کر گاڑی اسٹارٹ کرنے لگا اور کچھ

www.neweramagazine.com

ہے دیر میں گاڑی سڑک پہ فراٹے بھر رہی تھی۔

شہیر نے گاڑی جیسے ہی اس اسٹریٹ پہ ٹرن کی جس پہ سبرینہ کا گھر تھا اور دور سے ہی روشنیوں اور لائٹوں میں نہایا ہوُا بنگلہ انہیں نظر آ گیا۔ مناہل نے علوینہ کے کان میں ہلکے سے سرگوشی کرتے ہوئے کہا،

''علوینہ یہ تو بہت سارے لوگ ہیں۔''

اس کی گھبراہٹ محسوس کر کے علوینہ نے اس کا سرد ہاتھ تھام کر تسلی دی۔ شہیر نے گاڑی وہیں گھر کے قریب سڑک پہ پارک کر دی جہاں پہلے ہی گاڑیوں کی لمبی قطار تھی۔ مناہل علوینہ کا ہاتھ تھامے گاڑی سے باہر آئی مگر علوینہ کے ہاتھوں کی خاموش تسلی بھی اس کی نروسنیس کم نا کر سکی۔ پتہ نہیں کیوں دل اچانک سوکھے پتے کی طرح کانپنے لگا تھا اور حلق خشک ہو گیا تھا۔ مناہل ان تینوں کی سنگت میں آگے بڑھی تبھی زین نے بھی انہیں جوائن کر لیا اور کہا،

''بڑے بے وفا ہو مجھے اکیلا چھوڑ کے تم چاروں پارٹی اٹینڈ کرنے پہنچ گئے۔''

صائم اور مناہل خاموش ہی رہے مگر شہیر اسے جواب دیتے ہوئے بولا،

''ہم نے تمہیں اکیلا چھوڑا یا تمہیں ہی اپنی بائیک پہ آنے کا شوق ہے۔''

میں تو تمہیں اور علوینہ کو پرائوسی دینے کے خیال سے بائیک پہ آیا تھا مجھے کیا پتہ تھا کہ یہ دونوں بھی تمہارے ساتھ آرہے ہیں۔''

کہتے ہوئے صائم اور مناہل کی سمت اشارہ کیا جب کہ علوینہ ہمیشہ کی طرح اسے آڑے ہاتھوں لیتے ہوئے بولی،

''تم تو کچھ بولو ہی نا! اچھی طرح پتہ ہے ہمیں کسی گرل فرینڈ سے ملنا ہو گا بائیک کا تو بہانہ ہے۔''

اس بات وہ اپنے گھنے بالوں میں ہاتھ پھیر کے رہ گیا جب کہ صائم ان سب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا،

''میرا خیال ہے یہ لڑائی گھر جا کے کر لینا ابھی اندر چلو۔''

اس کی سنجیدگی کے باوجود زین شرارت سے بعض نا آیا اور کہا،

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"اوہو! سبرینہ سے ملنے کی بہت جلدی ہے۔"

صائم نے اسے گھور کے دیکھا اور بمشکل غصہ دباتا اندر کی سمت جانے والے راستے پہ بڑھ گیا۔ان سب نے بھی ایک دوسرے کو دیکھ کے کندھے اچکائے اور اس کی تقلید میں وہ سب بھی اندر بڑھ گئے۔مین گیٹ سے ہی گھر کی خوبصورتی اور سجاوٹ نمایاں تھی،وہ سب آگے پیچھے چلتے ہوئے گیٹ سے اندر داخل ہوئے اور وہاں کا ماحول دیکھ کر سب کی حیرانی کی انتہا نہ رہی کہ گھر کا لان کسی پارٹی کے بجائے کسی نائٹ کلب کا نقشہ پیش کر رہا تھا۔خوبصورتی سے سجا سوئیمنگ پول اور اس کے ارد گرد خوبصورتی سے بنے ماربل فلور پہ ڈم لائٹس روشن تھیں جب کہ پول کے اندر قدرے برائٹ لائٹس روشن تھیں جو پول کے ساتھ فلور اور لان کی خوبصورتی کو اجاگر کر رہیں تھیں۔ تیز میوزک پہ لڑکے لڑکیاں تھرک رہے تھے وہ سب ہی خاموش سے کھڑے تھے،ان سب کے مطابق تو وہ ایک ڈیسینٹ سی برتھ ڈے پارٹی ہونی چاہئیے تھی مگر یہاں کا منظر تو کچھ اور ہی تھا اور یہاں کسی بھی طرح کی ڈیسینسی کا نام نہیں تھا۔صائم کے ماتھے پہ شکنوں کا جال پھیل گیا وہ یہاں سے واپسی کا ارادہ کرتا کے سبرینہ اسے دیکھ کر دور سے ہی ہنستی ہاتھ ہلاتی وہیں چلی آئی اور آتے ہی صائم کا بازو تھام کر لگاوٹ سے کہا،

www.neweramagazine.com

"شکر ہے صائم تمہاری شکل تو نظر آئی ورنہ جب سے شاہزیب کی مناہل سے منگنی ہوئی ہے تم سے ملنا تو دور تمہاری آواز بھی سنائی نہیں دی۔"

اس کی خوشدلی اور لگاوٹ کے اظہار کے جواب میں صائم نے سرد مہر انداز میں اس کا ہاتھ اپنے بازو سے ہٹا دیا۔ مناہل نے چونک کر اس کا انداز دیکھا اس کو سمجھ نہیں آئی کہ وہ ایسا کیوں کر رہا ہے۔ اس نے پھر ان دونوں کی سمت دیکھا جب کہ وہ سنجیدگی سے کہہ رہا تھا،

"انکل آنٹی کہاں ہیں؟" اس نے سیٹھ by the way "بس کچھ بزی تھا کبیر اور صوفیہ کے بارے میں سوال کیا جب کہ وہ اس سوال پہ ہنس پڑی اور کہا،"

"کم آن صائم! پھر وہی باتیں، اب خود سوچو ان کا جوانوں کی پارٹی میں کیا کام؟"

کہتے ہوئے معنی خیزی سے آنکھوں کو جنبش دی۔ اس کے انداز پہ علوینہ اور مناہل تو گڑبڑا آئیں وہیں شہیر اور زین بھی ادھر ادھر دیکھنے لگے۔ صائم نے بمشکل اپنا ضبط آزمایا ابھی وہ کچھ کہتا کہ شاہزیب کی آواز پہ اس کی سمت متوجہ ہو گیا،

"ہیلو اینڈ ویلکم ایوری ون!"

وہ سب کو ایک ساتھ وِش کرتا ہوُا مناہل کے نزدیک جار کا جو نظریں جھکائے کھڑی تھی وہ اسے اپنی بے باک نظروں کی گرفت میں لئے لئے مخاطب ہوُا،

"ہے گور جیس!"

اس کی معنی خیز سر گوشی اور بے باک نظروں پہ مناہل کا دل ناگواری اور خجالت سے دھڑک اٹھا جب کہ صائم کا خون کھول سا گیا۔ سبرینہ جو سب نوٹ کر رہی تھی، صائم کا دھیان ہٹانے کی خاطر بولی،

"کم آن گائیز! تم کو سب سے ملوآؤں۔"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کہتے ہوُے صائم کا بازو تھام کر اس سمت چلنا شروع کر دیا جہاں پارٹی عروج پہ تھی، وہ سب اس کے ساتھ جانا تو نہیں چاہتے تھے مگر مروت میں منع بھی نا کر سکتے اس لئے مجبوراً" اس کے پیچھے قدم بڑھا دیئے۔ مناہل نے بھی ان سب کے ساتھ جانا چاہا مگر اسکا ہاتھ شاہزیب کی گرفت میں آگیا اور اسے مجبوراً" رکنا پڑا، مناہل نے گھبرا کے اسے دیکھا، گھبراہٹ نے ناگواری کی جگہ لے لی تھی کہ آج وہ اس کے گھر میں مہمان کی حیثیت سے موجود تھی اس لئے کوئی سین کریئٹ نہیں کرنا چاہتی تھی اور ویسے بھی جو پہلے ہوُا وہ اسے دہرانا نہیں چاہتی تھی ورنہ اس سمیت صوفیہ کو بھی پتہ

نہیں کیا کیا سننا پڑتا۔وہ کھڑی اپنے ہونٹ کاٹ رہی تھی جب شاہزیب نے اس سے کہا،

''ان کے ساتھ کہاں جا رہی ہو تم میرے ساتھ رہو۔''

مناہل نے لاچاری سے اسے دیکھا مگر وہ لاپرواہی سے اس کا ہاتھ تھام کر سائڈ کے راستے گھر کے بیک سائڈ پہ بنے لان میں لے آیا، یہاں قدرے سکون تھا مگر بڑے بڑے درختوں پہ ڈم روشنیوں نے پراسراریت بخشی ہوئی تھی۔مناہل خاموشی سے اس کے ساتھ چل رہی تھی مگر اسے ابھی بھی خوف سا محسوس ہو رہا تھا۔اور پھر چلتے چلتے وہ رکا اور اس کی سمت دیکھا، چاند کی روشنی میں اس کا خوبصورت چہرہ نمایاں ہو رہا تھا، اچانک اس کا ہاتھ جو اس کی کرخت گرفت میں تھا اس کو زور سے کھینچا اور وہ جو تیار نہیں تھی اپنا توازن برقرار نا رکھ سکی اور اس کے حصار میں آگئی۔چہرے پہ گھبراہٹ نمایاں تھی، یہ پراسرار ماحول اور شاہزیب کا بے باک انداز اس کو خوف میں مبتلا کر رہا تھا۔جب کہ وہ اس کے نازک مرمریں ہاتھوں پہ گرفت مضبوط کرتے ہوئے کہہ رہا تھا

''مناہل! تم کو معلوم ہے تم بہت خوبصورت ہو۔''

اس کا لہجہ، اسکی نظریں اس کا لمس اسے ایکدم خوف میں مبتلا کر گیا۔اس نے خوفزدہ انداز میں اس کی سمت دیکھا اور اپنا ہاتھ اس کی گرفت سے نکالنا چاہا جب کہ وہ اس کی کوشش کو ناکام بناتے ہوئے بولا،

"کیا ہوا ڈر رہی ہو؟"

کہتے ہوئے اس کے چہرے کو چھوا، مناہل کو لگا اس کے گال کو کسی نے جلتے ہوئے کوئلے سے داغ دیا ہے۔وہ بمشکل ہمت جمع کرتے ہوئے بولی،

"پپ۔۔۔پلیز ہمیں اب چلنا چاہئیے وہ سب۔۔۔"

اس کی بات کاٹ کے وہ بولا،

"ارے!"

اور زور سے ہنستا چلا گیا اس کے انداز پہ مناہل نے قدرے ناگواری سے اسے دیکھا جب کہ وہ اپنی ہنسی سمیٹتے ہوئے بولا،

"چلتے ہیں اتنی جلدی کیا ہے؟"

مناہل نے پھر اس کی سمت دیکھا جب کہ اس نے ایک بار پھر اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے

کہا،

''تم پہلی دفع ہمارے گھر آئی ہو تا کو اپنا گھر دکھاتا ہوں۔''

جواب میں وہ اسے منع کرتے ہوئے بولی،

''نن۔۔۔۔نہیں آپ کا گھر پھر کسی دن دیکھ لیں گے۔''

مگر وہ اس کی بات سنی ان سنی کرتا گھر کے پچھلے راستے سے ہوتا ہوًااندر داخل ہو گیا۔مناہل نے اپنا ہاتھ اس کی سخت گرفت سے نکالنے کی کوشش کی مگر وہ اس کا ہاتھ مضبوطی سے تھامے اس کی طرف دھیان دیئے بغیر آگے بڑھتا چلا گیا۔مناہل نے ارد گرد نظر دوڑائی،گھر کے اندر مکمل سناٹا اور خاموشی کا راج تھا۔اس نے پھر اپنا ہاتھ چھڑواتے ہوئے کہا،

''شاہزیب! مجھے جانے دیں۔''

مگر وہ اس کی بات ان سنی کرتا ہوًا ہال کے راستے اوپر جانے والی سیڑھیاں چڑھ گیا۔مناہل کی چھٹی حس اسے خبردار کر رہی تھی کہ وہ کس درندے نما انسان کے چنگل میں پھنس گئی ہے۔وہ اپنا ہاتھ چھڑانے کی کوشش میں ہلکان ہو گئی تھی،ساتھ ساتھ

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس کی منت کرتی جارہی تھی مگر وہ شائد ہر احساس سے عاری ہو گیا تھا،اس نے چلانا چاہا مگر اس کے ایک زوردار تھپڑ نے اس کی چیخ حلق میں ہی دبا دی۔ سیڑھیاں چڑھ کے اس نے ایک راہداری عبور کی اور ایک کمرے کے دروازے پہ جا کر رک گیا، مناہل نے ایکبار پھر کوشش کی اور اپنا ہاتھ چھڑانا چاہا کہ اس کے ہاتھ کو اس نے زوردار جھٹکا دیا اور پھر دروازہ کھول کے اسے اندر دھکیل کر خود بھی اندر داخل ہو کر دروازہ لاک کر دیا۔ مناہل کو لگا دروازے کے ساتھ اس کے نصیب کا دروازہ بھی بند ہو گیا ہے۔ وہ دیوانہ وار دروازے کی سمت بڑھی مگر راستے میں ہی شاہزیب نے اسے اپنی سخت گرفت میں دبوچ لیا، وہ اس کی گرفت میں مچلی اور آزاد ہونے کے لئے زور لگایا مگر گرفت مضبوط تھی۔ وہ زور سے چلائی اور اس کے چلانے پہ وہ زور سے ہنسا، اس کی ہنسی پہ مناہل کو خوف محسوس ہوا جب کہ وہ اس کا رخ سختی سے اپنی سمت کرتے ہوئے بولا،

"چلا لو جتنا چلانا ہے کوئی یہاں تمہاری مدد کو نہیں آئے گا، کیا کہا تھا تم نے رات گئے مجھ سے فون پہ بات نہیں کرو گی، میری باتیں تمہیں چیپ لگیں تھیں اور تو اور سب کے سامنے میری بے عزتی کرنے سے بھی بعض نہیں آئیں۔"

مناہل کو وہ سب یاد آرہا تھا اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے،اس کی نظروں

کے سامنے گھر والوں کے چہرے تھے،وہ چہرے جو اس سے بے انتہا محبت

کرتے تھے مگر وہ ان سب سے اس وقت دور تھی۔ناوہ ان سب کے پاس جاسکتی تھی

اور ناوہ سب اس کے پاس آسکتے تھے،ان سب کو یاد کر کے اس کی آنکھوں سے

آنسو رواں ہو گئے،وہ سر جھکائے اس درندے کے آگے ہاتھ جوڑ گئی اور گھٹی گھٹی

آواز میں روتے ہوئے کہا،

"پپ۔۔۔پلیز مجھے معاف کر دو،میں تم سے سب کے سامنے معافی مانگ لوں

گیں،مم۔۔۔مجھے جانے دو۔"

وہ سر جھکائے روتے ہوئے کہہ رہی تھی مگر اس نے اس کا چہرہ بے دردی سے اوپر اٹھایا

اور کرختگی سے بولا،

"معافی تو تم مانگو گی جب سب کی نظروں میں اسی طرح ذلیل ہو گی جس طرح تم نے

مجھے ذلیل کیا تھا،بڑی پارسا بنتی ہو ساری پارسائی دھری رہ جائے گی۔"

کہتے ہوئے اس کانیٹ کا دوپٹہ کھینچا اور تبھی مناہل اس کی غفلت کا فائدہ اٹھاتے ہوئے

اسے دھکیلا اور دروازے کی سمت بڑھی مگر اس کا ہاتھ دروازے کے ساتھ رکھی میز پہ

www.neweramagazine.com

پڑا اور اس پہ رکھا کرسٹل کا نفیس ساگلدان فرش پہ گر کے چکنا چور ہو گیا۔ شاہزیب بھی اس اثنا میں سنبھل چکا تھا اس نے اسے پکڑنے کے لیئے ہاتھ بڑھایا مگر اس دوران وہ دروازہ زور زور سے پیٹتی مدد کے لیئے چلا رہی تھی۔ شاہزیب نے اسے چپ کروانے کیلیئے اس کے ہونٹوں پہ ہاتھ جما دیا اور کہا،

''کوئی نہیں آئے گا تمہاری مدد کو کہ سب اس وقت باہر پارٹی انجوائے کر رہے ہیں اس لئے شرافت سے تم بھی میری بات مان لو۔''

اس کی بات جو وہ ساکت سی سن رہی تھی اختتام پہ اس کا ہاتھ اپنے ہونٹوں سے ہٹاتے ہوئے زور سے مچلی اور تبھی باہر بھاگتے قدموں کی آواز پہ وہ دونوں ہی ٹھٹھک گئے۔

وہ چاروں ہی ایک دوسرے سے نظریں چرائے کھڑے تھے، سبرینہ نے صائم کو اپنے ساتھ چلنے کو کہا تھا مگر اس نے رکھائی سے منع کر دیا تو وہ بھی کندھے جھٹک کے اپنے فرینڈز کی طرف بڑھ گئی۔ جیسے اسے بھی صائم کی پرواہ نہ ہو۔ وہ کچھ دیر تو سر جھکائے کھڑا رہا پھر نظریں اٹھا کے ارد گرد کا جائزہ لیا، مناہل اسے کہیں نظر نہیں آئی۔ اس

نے اب کہ گہرائی سے دیکھا، شاہزیب بھی کہیں نہیں تھا۔اس کی چھٹی حس اسے بار بار کسی انہونی کا احساس دلا رہی تھی، جائزہ لینے کے دوران وہ اسے کہیں نظر نا آئی تو وہ ان سب میں سے کسی کو بھی مخاطب کئے بغیر بولا،

"مناہل کہاں ہے؟"

اس کے کہنے پر ان تینوں نے بھی ارد گرد دیکھا مگر وہ وہاں ہوتی تو نظر آتی۔ شہیر نے ان سب کی سوچ کو الفاظ دے دیئے،"

یہاں تو نظر نہیں آرہی۔"

علوینہ نے ارد گرد نظر دوڑانے کے بعد کہا،

"شاہزیب کے ساتھ ہو گی۔"

یہ سنتے ہی وہ سبرینہ کی سمت گیا جہاں وہ اپنے فرینڈز کے ساتھ تیز میوزک پہ ڈانس کر رہی تھی،اس نے اس کا بازو تھامتے ہوئے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا،

"سبرینہ! مناہل یہاں نہیں ہے۔"

جواب میں اس نے نخوت سے جواب دیا،

"یہاں نہیں ہے کیا مطلب؟"

اس کی لاتعلقی بلکہ کسی حد تک بے حسی پہ صائم نے اپنا غصہ بمشکل دبایا اور رسانیت سے کہا،

"شاہزیب اور مناہل دونوں نظر نہیں آرہے کہاں ہیں دونوں؟"

اس کی بات کے جواب میں وہ زہر خند مسکراہٹ کے ساتھ بولی،

"کم آن صائم تمہاری کزن کوئی بچی نہیں ہے اور پھر وہ شاہزیب کے ساتھ ہے جو اس کا فیانسی ہے اور پھر نوجوانی کے تقاضے تو تم بھی اچھی طرح جانتے ہو، دونوں جوان ہیں کر رہے ہوں گے کہیں انجوائے۔، تم بھی میرے ساتھ انجوائے کرو۔"

کہتے ہوئے فورا "موڈ چینج کر کے اس کے گلے میں بازو ڈال دیئے، صائم کا دماغ گھوم گیا اس کے الفاظ اور انداز پہ۔اس نے ایک جھٹکے سے اس کے ہاتھ اپنے شانے سے ہٹائے اور وہاں سے پلٹ گیا، زین، شہیر اور علوینہ جو اس کے پیچھے آئے تھے سبرینہ کی واہئیات گفتگو سن کر ٹھٹھک سے گئے اور جس طرح آندھی طوفان بنا وہ وہاں سے پلٹا تھا اس سے اندازہ لگانا مشکل نہ تھا کہ کچھ گڑبڑ ہے۔وہ تیز قدموں سے چلتا سارے میں

مناہل کو تلاش کر رہا تھا، انداز میں بے چینی اور بے تابی تھی مگر وہ وہاں ہوتی تو ملتی۔ اس کا سیل فون بھی ٹرائی کیا مگر وہ بند تھا۔ لان کے علاوہ گھر کا پچھلا حصہ بھی چھان مارا مگر وہ کہیں دکھائی نا دی۔ جب وہ گھر کے پچھلے حصے میں بھی نا ملی تو شہیر نے ہی کہا،

''میرا خیال ہے گھر کے اندر بھی دیکھ لینا چاہیئے۔ اس بات پہ صائم نے اسے دیکھا، اس کا دماغ تیزی سے کام کر رہا تھا؛ وہ ایک جھٹکے سے اسے ہٹاتا گھر کے اندرونی حصے کی سمت بڑھ گیا۔ تھی تو یہ غیر اخلاقی حرکت کہ کسی کے گھر پہلی مرتبہ آ کر اور اس طرح اندر گھس جانا مگر اس وقت یہ سوچنے کا وقت نہیں تھا۔ شہیر اور زین بھی بھاگتے ہوئے اس کے پیچھے گئے تھے، اس سب سچوئشن میں علوینہ کی اپنی حالت خراب تھی۔ وہ شہیر کے سہارے بمشکل گھسٹ رہی تھی۔ ارد گرد دیکھنے پہ بھی کوئی نظر نا آیا تو زین نے کہا،

''میرا خیال ہے شہیر تم اور علوینہ اس طرف دیکھو میں دوسری طرف دیکھتا ہوں۔''

اس نے شہیر سے کہا جب کہ صائم تو کچھ بھی سنے بغیر ہال کے وسط میں بنے زینے کی سیڑھیاں چڑھ گیا۔ وہ تندہی سے مناہل کو تلاش کر رہا تھا، اس نے ایک ایک کمرہ چھان مارا، ایک دو بار اس کا نام بھی لے کر پکارا مگر کوئی فائدہ نا ہوا، تبھی راہداری کے

آخری سرے پہ جو کمرہ تھا اس میں سے کچھ گر کے ٹوٹنے کی آواز آئی اور ساتھ ہی ایک نسوانی چیخ نے اس کی ساری توجہ اپنی سمت کھینچ لی۔

جاری ہے

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین